REGD:NO-H-328 رجسٹرڈ نمبر ایچ ۳۲۸

THE DAYAL MONTHLY

جلد ۲۵ بابتہ ماہ فروری سنہ ۱۹۶۶ء شمارہ ۱۲

داتا دیال کے سار بچن

حصّہ اوّل

(ست سنگیوں کے لابھارت)

قیمت : ۵۰ پیسے

پرکاشک

بھائی نند و سنگھ پردھان شیو ساہتیہ پرکاشن منڈل

رادھا سوامی جنرل ست سنگ پوسٹ ہکڑہ دونگا [illegible]

فہرست مضامین

منگلا چرن

دیباچہ

پہلا بچن ۔ متلاشیان حقیقت کی پرکھ

دوسرا بچن ۔ معزز حقیقت

تیسرا بچن ۔ مِل جل کر رہنا

چوتھا بچن ۔ پیر پرستی

پانچواں بچن ۔ سچّی سچّی باتیں ۔ اپنا پاپ اپنا باپ

چھٹا بچن ۔ گن گراہی ہونا سنت مت میں شامل ہونا ہے ۔

ساتواں بچن ۔ دوستی کیا ہے ۔؟

آٹھواں بچن ۔ روشن اور تاریک پہلو

گورو کے چرن کمل میں بندنا

مینجر دیال کی دو دو باتیں ۔

بھائی نند سنگھ ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشر نے رفیق مشین پریس حیدرآباد میں چھپوا کر دفتر دیال رادھا سوامی جنرل ست سنگ ہنمکنڈہ (ورنگل) اے پی سے شائع کیا۔

منگلاچرن

منگلم گورو شبد روپ ۔ انام ۔ نام ۔ پرکاسنم
منگلم شبدارتھ ۔ شبد آدھار ۔ شبد نوابنم

گپت اپنے آپ میں جب ۔ الکھ ۔ اگم ۔ انام آپ
جب پرگٹ آنند گیا ناکار ۔ اور ست دھام آپ

ساج سنت سماج ۔ منگل کاج جیو آدھار کو
آپ نے دھارن کیا ہے ۔ پرم سنت اوتار کو

آپ ہیں آدھار سب کے ۔ آپ کے آدھار سب
وار پار سے رہت آپ ہیں ۔ اور وار اپار سب

سنگ دیکر ست کا ۔ ست سنگت میں جیو ادھین کو
سندھ تدگتی سے ملایا ۔ جیو روپی مین کو

سین۔ بین کا آسرا۔ ست سنگ دوارادان دے
شبد یوگ سکھایا۔ انہد دھام پد نِروان دے

دھنیہ ست گورو رادھا سوامی۔ پار مجھ سے کیجئے
بھگتی مکتی جوگ جگتی۔ گیان شکتی دیجئے

دیباچہ

میں اُس پرم تتو پرم آدھار کو داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج ورمن کے رُوپ میں دیکھا ہے۔ اُس پرم تتو نے سنسار کے اگیان کو دور کرنے کے لئے تین ہزار سے زیادہ کتابیں علمِ معرفت اور روحانیت پر لکھی ہیں۔ دورانِ مطالعہ اُن کے کچھ مضامین جو زیادہ تر سنت مت سے تعلق رکھتے ہیں ۔ مجھے پسند آگئے۔ اس لئے میں نے انھیں ایک جگہ اکٹھا کر لیا ہے۔ اور ان ہی مضامین کو کتابی صورت میں نکال رہا ہوں۔ تاکہ ست سنگی بھائیوں کے کام آسکیں۔ جو لوگ انھیں پڑھیں گے۔ وہ حقیقت سے روشناس ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اور جو اِن بچنوں پر اور ہدایات پر عمل کریں گے۔ وہ آسانی کے ساتھ اپنا کلیان کر سکیں گے۔ داتا دیال کا کلام ہے۔

"حق خدا میں اور مجھ میں بھی ہے جوہر رُونما
دونوں حق ہیں۔ یہ سمجھنا کام کچھ آسان نہیں"

سب کا بھلا چاہنے والا

موہن لال نیر

پہلا بچن

مُتلاشیان حقیقت کی پرکھ (سوال۔جواب)

دیکھو مترو! میں اِس وقت تمہیں جو بچن سناتا ہوں۔ وہ بالکل پکشپات رہت ہیں۔ تمہارا کام ہے۔ ان پر اچھی طرح سُوچنا۔ وچار کرنا۔ غور کرنا اور یہ دیکھنا کہ میں کہاں تک صحیح کہتا ہوں۔ اور کہاں تک غلط کہتا ہوں۔ تم غلط یہیں پر چھوڑ جایا کرو۔ اور صحیح باتوں کو اپنے ساتھ لیتے جاؤ تمہارا بھلا ہوگا۔

ا۔ سوال کیا گیا؟ تم حقّہ کیوں پیتے ہو؟ میں جواب دیتا ہوں اِس واسطے کہ جن لوگوں کو حقّے سے نفرت ہے۔ اور جنھوں نے حقّہ پینا اَدھرم سمجھ رکھا ہے۔ اور حقّہ نہ پینے کو ہی دھرم مان رکھا ہے۔ اُن لوگوں کی مجلس میں روک تھام ہو۔ حقّہ میری دربانی کرتا ہے۔ لوگ شراب پیتے ہیں اور گوشت کھاتے ہیں۔ وہ اسے ادھرم نہیں سمجھتے مگر حقّہ پینا اَدھرم سمجھ رکھا ہے۔ اسی ایک بات سے پتہ لگ جاتا ہے کہ کون

شخص حق کا متلاشی ہے اور کون ناحق کا متلاشی ہے۔ حقّہ دربار میں کھڑا ہوا زبانِ حال سے یہہ سوال کیا کرتا ہے۔ میاں! تم حقّے کی تلاش میں آئے ہو یا حقیقت کی تلاش میں! دربان تو اپنی دربانی کرتا ہی رہتا ہے۔ تم دربان سے بچ کر اندر آؤ۔ جس چیز کی تمکو تلاش ہے۔ اس سے اپنا تعلق پیدا کرو۔ نگاہ ہمیشہ اپنی غرض پر ہو۔ حقّہ یہہ تو نہیں کہتا کہ تم مجھے پیو اور نہ تم حقّہ پینے کے واسطے آئے ہو۔ حقّے کے رہنے سے یہہ پتہ لگ جاتا ہے کہ متلاشی کے مزاج میں کہاں تک موافقت کا مادہ موجود ہے۔ اور کہاں تک غیر موافقت کا اس واسطے اس کا اہتمام مدّنظر رکھا گیا ہے تاکہ متلاشی لوگ محروم نہ جانے پائیں۔

۲۔ سوال کیا گیا۔ کیا فقیر کے دربار کے لئے بھی دربان کی ضرورت ہے؟

جواب دیا جاتا ہے۔ ہاں اس کی ضرورت ہے۔ روایت ہے علی حزین ایرانی فارس سے چل کر بنارس میں آئے۔ انھیں وہاں کی آب وہوا کچھ ایسی پسند آئی کہ وہ وہیں پر رہنے لگے۔ اور کبیر صاحب کا ست سنگ کرتے رہے۔ لوگوں نے پوچھا۔ بنارس آپ کو کیوں پسند ہے۔ آپ نے جواب دیا۔ یہہ عوام الناس کے عبادت کی جگہ ہے۔ یہاں پر حقیقت کا سبق روزانہ ملا کرتا ہے۔

سوال کرنے والا چپ ہوگیا۔ اتفاق کی بات نواب آصف الدولہ صاحب بہادر بنارس میں تشریف لائے کیوں کہ بنارس اُس زمانے میں صوبہ اودھ سے متعلق تھا۔ کبیر صاحب سے ملنا چاہتے تھے۔ دربان نے روک دیا۔

یہ فقیر کا دربار ہے۔ نواب یا راجاؤں کا نہیں۔ انھیں کچھ ناگوار سا گذرا کہنے سننے کے بعد انھیں مجلس فقراء میں داخل ہونے کی اجازت عطا ہوئی آتے ہی انہوں نے علی حزین سے کہا

"در درویش را دربان نہ باید"

حضرت علی حزین مسکرائے۔ اور جواب دیا۔

"بابا بد تا سگ دنیا نہ آید"

سوال یہ تھا کہ فقیر کے دربار میں دربان کی ضرورت نہیں ہے۔ جواب دیا گیا۔ ضرورت تو ہے تاکہ دنیا کے کتے نہ آنے پائیں۔ حقیقت میں غیر کف۔ غیر جنس اور غیر محبت، والوں کی وجہ سے حقیقت پسندوں کے جذبات کا خون ہو جاتا ہے۔ دربار جھوٹوں سے بھر جاتا ہے۔ اور سچوں کو شمولیت کا موقع کم ملتا ہے بلکہ نہیں ملتا۔ اس واسطے جان بوجھ کر اس کے اہتمام کی ضرورت روا رکھی گئی ہے۔ تاکہ حقیقت پسندوں کو فیض مل سکے۔

کچھ اسی حقہ پر ہی مخصوص نہیں ہے۔ فقیر ہمیشہ کوئی نہ کوئی اس قسم کی عادت اختیار کر لیتے ہیں۔ جن کو دنیا دار لوگ معیوب قرار دیتے ہیں۔ اور جسے دیکھ کر وہ لوگ، تو بھاگ جاتے ہیں۔ اور جو سچے جگیاسو محقق اور متلاشی ہیں۔ اور جن کی نظر صرف حقیقت پر رہتی ہے۔ وہ خوشی سے صحبت کا لطف اٹھاتے ہیں۔ اور اپنا کام بنا لیتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بابا آتی ہے۔

پر یہہ بات بڑی اتی جھینی
سنت کرادیں نند یا اپنی
نندیا چوکیدار بیٹھائی
آن جیو دہنے نہیں پائی
نند یا ٹن ٹن چت نہیں لاوئے
سنتن کی وہ جگت کماوے

۳۔ سوال کیا گیا۔ سنت تو خود ترے ہوئے ہیں۔ کیا ان کو بھی ترنے کی ضرورت ہے!

جواب دیا گیا۔ "انھیں بھی ضرورت ہے"۔ جو تیرنا جانتا ہے وہی دوسروں کو تیرا بھی سکتا ہے۔ جو خود پڑھا لکھا ہے۔ وہی دوسروں کو پڑھا لکھا سکتا ہے۔ جو آپ شانت ہے۔ وہی دوسروں کو شانتی دے سکتا ہے۔ اس لئے سنت شانتی۔ آزادی۔ اور آزاد خیالی کا نمونہ بن کر خود اپنی مثال اور نظیر دنیا کو دکھا کر ذہن نشین کرانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ جیسے میں ترتا ہوں۔ تم بھی ترو اور بھوساگر کے پار چلے جاؤ۔

جو لکڑی آپ جل رہی ہے۔ وہی دوسری لکڑیوں کو بھی جلا سکتی ہے گیلی لکڑی نہ آپ جلتی ہے۔ اور نہ دوسروں کو جلا سکتی ہے۔ جو خود آپ روشن ہے۔ وہی دوسروں کو بھی روشنی دے سکتا ہے۔ سورج روشن ہے۔ اس لئے طلوع ہوتے ہی دنیا کو نورِ اعلیٰ نور کر دیتا ہے۔ شمع جلتی ہے اس کے نور سے

تمام مجلس منور ہو جاتی ہے۔ جب تک کوئی شخص خود دل جلانہ ہو۔ یا روشن ضمیر نہ ہو۔ وہ نہ دوسروں کو جلا سکیگا۔ اور نہ روشن کر سکیگا۔ یا روشنی دے سکیگا۔ اِس واسطے سنتوں کو مثال یا نظیر قائم کرنے کی وجہ سے اپنے اندر اُسی قسم کی عادتیں داخل کرنی پڑتی ہیں۔ جن کی اُن کے پریمی جنوں اور عاشقوں کو ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وہ اِس قسم کی مثال قائم نہ کریں تو ان کو ہدایت پانے کا موقع کبھی ہاتھ نہ آئے۔ وہ مشعل طریقت بن کر آتے ہیں۔ اور ظلمات کے تنگ وتیرہ راہ کو روشن کر کے اپنے پریمیوں کو ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور یہہ ہنستے کھیلتے ہوئے باآسانی راستہ طے کرتے ہوئے آخر میں منزلِ مقصود تک پہنچ جاتے ہیں۔

۴۔ پریم ایک ہی دفعہ پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ذہن نشین کر لینا بہت ضروری ہے۔ پریم ایک ایسی چیز ہے جس کے سمجھانے بجھانے کی بہت زیادہ ضرورت نہیں رہتی۔ آنکھوں میں۔ دل بھانپ گیا۔ ایک کا اثر دوسرے کے اندر چلا گیا۔ سہ

"بس ایک نگاہ پر ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا"

پریمی کے لئے ضرورت نہیں ہے۔ کہ در بدر مارا مارا پھرے۔ کتا ایک لقمے کے لئے دروازہ دروازہ پھرتا رہتا ہے۔ اور پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا۔ اور ہوس دور نہیں ہوتی۔ ہاتھی ایک دروازے پر بندھا رہتا ہے اور اس کی شکم سیری اور شکم پُری کا اہتمام خود اسی دروازے سے ہو جاتا ہے جس کا کام ایک دروازے سے نہیں ہوتا۔ وہ ہزار دروازے پھر کر

جیسا پہلے تھا۔ ویسے ہی بعد کو بھی اس کی حالت رہے گی۔ اسی طرح جو پریم کے منزل میں آتا ہے۔ وہ دوسرے دروازے پر نہیں جاتا۔ اور جانے کیوں لگا۔ کیونکہ اُس کا کام تو وہیں بن جاتا ہے۔ ہاں! اگر کام نہیں بنا۔ اور نہیں بنتا ہے۔ تو اُسے اختیار ہے کہ جہاں سے اُسے تسلی اور تشفی کا سامان ملے اس سے فائدہ اٹھائے۔ رادھاسوامی مت میں کسی بات کی بندش نہیں ہے یہہ آزادی کا طریق ہے۔ قید و بند کی حالت میں کسی کو رکھنا منظور نہیں ہے۔ لیکن یہہ حالت صرف اس وقت تک رہتی ہے۔ جب تک پریم پیدا نہیں ہوتا پریم آیا۔ اور آتے ہی وہ دل کے تمام سفلی جذبات کو پھونک کر جلادیتا ہے۔ اور پریمی سمجھ جاتا ہے۔ کہ میرا کام اسی دروازے سے بنے گا۔ اس واسطے وہ اُسے نہیں چھوڑتا۔

"در ے کہ گیر مستحکم گیر"

۵۔ ایک حسین عورت تن تنہا کہیں جارہی تھی۔ کسی نوجوان کی نظر اس پر پڑ گئی۔ وہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ عورت نے پُوچھا۔ تو میرا پیچھا کیوں کر رہا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ تو بہت حسین ہے۔ میں تجھ پر عاشق ہوں۔ عورت ہنسی! اس سے کہا۔ میرے پیچھے میری بہن آرہی ہے وہ مجھ سے زیادہ حسین ہے۔ مرد نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا۔ آگے کی طرف قدم بڑھایا۔ دیکھتا کیا ہے کہ حقیقت میں یہہ دوسری عورت اس سے بھی زیادہ حسین ہے۔ اس کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے بھی وہی سوال کیا۔ کیوں میرا پیچھا پکڑتے ہو۔ جواب دیا گیا۔ تو حسین ہے اور حسین تر ہے۔ اس واسطے میں تجھ پر عاشق

ہو گیا ہوں۔ اُس نے کہا۔ میرے پیچھے میری چھوٹی بہن آ رہی ہے۔ وہ مجھ سے بھی زیادہ حسین ہے۔ اس نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ اور آگے بڑھا۔ دیکھا کہ آنے والی عورت اور بھی زیادہ حسین تر ہے۔ یہہ اس کے پیچھے ہولیا اس نے پوچھا۔ بھائی تیری نیت کیا ہے۔ تو کیوں میرے پیچھے پڑ گیا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ تو سب سے زیادہ خوبصورت ہے اس واسطے میں تیرے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔

اس لڑکی کو کچھ نہیں سوجھا۔ اس کے دونوں گالوں پر دو طمانچے جڑ دئے اور جواب دیا۔ موئے! عشق تو ایک ہی دفعہ پیدا ہوتا ہے بار بار نہیں پیدا ہوتا تجھ میں عشق نہیں ہے۔ اور نہ محبت ہے۔ جا اپنا کام کر۔ وہ اپنا سا منھ لیکر رہ گیا۔ اور خدا جانے کہاں اور کدھر کو چلا گیا

۶۔ اگر ایک گورو سے کام نہیں بنا تو دوسرے کا دامن پکڑ دو۔ اگر کام بن گیا ہے۔ تو دوسرے کی الفت کا دم بھرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں پنتھ یا مجلس فقراء کے انتظام قائم رکھنے کی نظر سے تعظیم اور تکریم کے مدارج کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

لڑکی کی شادی نہیں ہوئی۔ اس کی منگنی چاہے کتنی ہی دفعہ ہوتی رہے اُسے شوہر نہیں ملا ہے۔ اس لئے وہ اب تک کنواری کی کنواری ہی ہے۔ جب شوہر مل گیا تو وہ بیاہتا استری ہو گئی۔ اب اُسے دوسرا شوہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

بار بار گورو کرتے رہنا۔ یہہ تو لڑکے کی لنگوٹی کا مضمون ہو گیا۔ بار بار

اُوتارو اور بار بار پہنو۔ اس سے سنسکار بھرشٹ اور خراب ہو جاتا ہے۔

۷۔ حضرت کمال کی عادت تھی۔ وہ لنگوٹی باندھتے تھے مگر وہ پھسل کر نیچے اُتر جاتی تھی۔ لوگوں کو ناگوار گذرتا تھا۔ انہوں نے کبیر صاحب سے کہا کہ دیکھو! تمہارے لڑکے کو لنگوٹی باندھنی نہیں آتی۔ انہوں نے کمال سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ بیٹے کمال! ذرا کس کر لنگوٹی باندھ لو۔ لوگ تمہاری وضع پر نکتہ چینی کیا کرتے ہیں۔ کمن بچے نے کہا "کس کر باندھ لوں"۔ انہوں نے کہا۔ خوب کس کر باندھ لو۔ کمال نے کس کر لنگوٹی باندھی۔ اور باپ سے کہا۔ اب یہہ لنگوٹی کھسکے تب کہنا۔ کبیر صاحب مُسکرائے اور کہا۔

"بوڑھا بنس کبیر کا.... اُپجے پوت کمال"

لنگوٹی جو ایک دفعہ کسی گئی۔ وہ ایسی کسی گئی کہ پھر اُتارنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اور حضرت کمال ساری عمر مجرّد۔ تنہائی پسند۔ تیاگی اور بیراگی بنے رہے۔

یہہ فقیروں کا طرز عمل ہے۔ جب تک کام نہیں بنتا۔ خوب تحقیقات کرو۔ جب تک تم کو مُرشد کامل ہاتھ نہیں آتا۔ جستجو کے سلسلے کو کبھی بند نہ ہونے دو۔ جب تک پریم نہیں پیدا ہوتا۔ تب تک اس پریم کی اور پریتم کی تلاش میں لگے رہو۔ اِس جذبہ کو کبھی موقوف نہ ہونے دو۔ کبھی نہ کبھی یہہ تمہاری دلی گرّید تم کو معشوق کے منزل تک پہونچا کر تب چین لے گی۔ اُس وقت پھر تلاش اور جستجو کی ضرورت ہی باقی نہ رہے گی۔

۸۔ کس کی تلاش! کس کی جستجو! کس کی کھوج! کس کی تحقیقات!

یہہ سب وہم اور فضول خیالات ہیں۔

اس کی تلاش کیسی۔ جو اپنے روبرو ہے
یہہ جستجو نہیں ہے۔ تو ہین جستجو ہے"

"تلاش تو اس کی ہونی چاہئے۔ جو کھو گیا ہے۔ یا ہم کو حاصل نہیں ہے۔ جو ہر جگہ موجود نظر آتا ہے۔ جو ہمارے رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں سمایا ہوا ہے۔ ہمارے جسم ہمارے دل اور ہماری روح کا کوئی حصہ اس سے خالی نہیں ہے۔ اُس کی تلاش کیسی! ہاں اگر ضرورت ہے تو صرف اتنی ہے کہ گورو کا دامن پکڑ لیا جائے۔ اس کی انگلی کے اشارے سے حقیقت کی سمجھ آسانی سے آجائے گی۔ لیکن تم کو حقیقت کی تلاش تو ہے نہیں۔ تم اس سے جدا ہو گئے ہو۔ اور اپنے آپ کو اس سے جدا سمجھتے ہو۔ خیالی طور پر جُدا بن گئے ہو۔ اس واسطے تم مارے مارے پھر رہے ہو۔ جس چیز کی سچی خواہش ہو۔ وہ کیوں نہ ملے۔ اور اس کا ملنا کیا! وہ تو ملا ہوا ہے۔ وہ جُدا کب ہوا تھا۔ تمہارے سر پر جدائی کے وہم کا بھوت سوار ہے۔ اس واسطے تم بھٹکتے پھر رہے ہو۔ یہہ بھوت اس وقت اتریگا۔ جب کوئی عامل سیانا گورو ہاتھ آجائے گا۔ جب اس نے چھو منتر پھوکا۔ بھوت آپ ہی آپ بھاگتا ہوا نظر آجائے گا۔

دوسرا بجن

مغزِ حقیقت

آئے تھے بحر جہاں میں۔ ہم نہانے کے لئے
یہہ نہ سمجھو آئے تھے ہم۔ غوطے کھانے کے لئے

تم کو دیکھا۔ تم تو غوطے۔ کھا رہے تھے رات دن
ہاتھ پھیلایا اسی دم۔ پھر بچانے کے لئے

بچ گئے اچھا ہوا۔ اچھا ہوا تم بچ گئے
ہم چلے ہیں راہ اپنی۔ آئے تھے جانے کے لئے

سیر دریا ہو چکی۔ تیرے نہائے چل بسے
بدنصیب آیا یہاں۔ آنسو بہانے کے لئے

مل گیا مرشد دیا اس نے مجھے حق کا پیام
بھیس بدلا تم کو یہہ نکتہ سنانے کے لئے

جو بات آج تک کسی نے نہیں کہی تھی ۔ وہ ہم تم کو کہہ رہے ہیں۔ ہم دنیا میں کیوں آئے؟ صرف نہانے کے لئے دریا کی سیر کرنے کے واسطے تم جانتے ہو۔ ہم سو گئے تھے۔ محویت کی حالت میں چلے گئے تھے۔ جو حالت طاری تھی وہ ہٹ گئی آنکھ کھل گئی ۔ سامنے لہراتا ہوا دریا نظر آگیا۔ اس میں کود پڑے اور نہانے لگ گئے۔

اس بات کو تم جانتے ہو۔ جب آدمی نیند سے اٹھتا ہے ۔ سب سے پہلے اس کو نہانے دھونے کی سوجھتی ہے ۔ ہمارا آنا صرف اس وجہ سے تھا کہ قدرتی کسالت اور سستی جس میں ہم مستغرق تھے ۔ جو ہمارے استغراق کی حالت تھی ۔ وہ دور ہو جائے ۔ اور ہم کھلی ہوئی آنکھوں سے قدرت کے نظاروں کو دیکھیں جو دراصل ہماری ہی آنکھوں کے عکسی کیفیتیں ہیں۔ کسی شاعر کا کلام ہے۔

"میں ہوں دریا اور دریا مجھ سے ہے
گر سمجھ ہے ۔ سمجھ حقیقت کیا ہے شئے"

ایک نکتہ ہو گیا۔ دیکھا کہ تم ڈوب رہے تھے ۔ دریا کو تم نے دریا نہیں سمجھا۔ یہہ دریا اور کچھ نہیں ہے ۔ صرف تمہارے دلی جذبات کی دھار تھی۔ تم نے اس کو اپنے سے غیر سمجھا۔ اس واسطے غوطے پر غوطے کھانے لگے۔ اور آواگون میں مبتلا ہو گئے ۔ مرنے اور جینے کا خدشہ پیدا ہو گیا ۔ ہم نے تمہاری حالت دیکھی رحم آگیا۔ اس وقت دستگیر بن کر تمہارے ہاتھ کو پکڑ لیا اور تم بچ گئے

ڈوبنے کا خطرہ جاتا رہا۔ ہاتھ پکڑ کر تم کو کنارے کر دیا۔ بہت اچھا ہوا بھائی ہم تو نہا دھو چکے۔ استغراق اور ساکت کی محویت کو دُور کر دیا۔ اب ہم پھر اُسی حالت میں چلے جاتے ہیں۔ ہمارا بھی کام نکل گیا۔ اور تمہارا بھی کام نکل گیا۔ یہہ دوسرا نکتہ ہے۔

اب تیسرا نکتہ سنو جو اس دنیا کو مغائرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ اس کے فرضی اور وہمی جُدائی کے عذاب میں مبتلا اور گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مغائرت آئی اور دُکھ ہوا۔ اور دُکھ کے دریا میں غوطے پر غوطے کھاتے ہوئے ڈوبنے لگے۔ یہہ وہ بدنصیب لوگ ہیں۔ جو دریائے عالم میں نہانے اور تیرنے کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ آنسو بہانے کے لئے آئے تھے۔ خُدا اور جُدا میں کوئی فرق نہیں ہے۔ نقطہ نیچے گیا۔ جُدا ہُو گیا۔ نقطہ اُوپر گیا۔ خُدا ہو گیا۔ جُدا وہ ہے جو مغائرت پسند ہے خُدا وہ ہے۔ جو ایکانگت پسند ہے۔ یہہ سب لوگ جو دُکھی ہیں وہ وہمی جُدائی کا صدمہ اپنے دل پر برداشت کر رہے ہیں۔ اُن کو تو دُکھی ہونا ہی ہے۔ کیونکہ انہوں نے دُکھ کی کھیتی کی ہے اس واسطے دکھ کی فصل کاٹ رہے ہیں۔ لو۔ یہہ چوتھا نکتہ ہو گیا۔ اگر تم اسے سمجھتے ہو تو واہ! واہ!! اگر نہیں سمجھتے ہو واہ! واہ!! جس وقت ہم دریا میں نہانے میں مصروف تھے۔ نہا دھو رہے تھے۔ تم کو ڈوبتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت ہم کو مرشد کی زیارت نصیب ہوئی۔ اس نے ہدایت کی۔ ان سب ڈوبتے ہوؤں کو سہارا دو تاکہ یہہ کسی نہ کسی طرح بچ جائیں۔ اس واسطے تم کو

یہہ نکتہ سنا رہے ہیں۔ اگر تم سنتے ہو تو ہمارے جیسے بن جاؤ گے۔ اور اگر نہیں سنتے ہو تو بھٹکے بھٹکے پھرا کروگے۔ کوئی کیا کرے۔

کردۂ خویش آمدہ پیش

خود کردہ را۔ علاج نیست

آج یہہ پانچ نکتے تم کو دئے جا رہے ہیں۔ جی میں آئے اپنے گھر میں بیٹھ کر تم ان پر وچار کیا کرو اور غور کیا کرو تم اصلیت کو آسانی سے سمجھ جاؤ گے۔ اور سیدھی سچی راہ پر آجاؤ گے گمراہی اور بدراہی چھوڑ دوگے۔

تیسرا بچن

شبد

سب رہو مل جل کے۔ مل جل کر کرو سب کام کو
دیکھنا ان بن نہ ہونے پاوے تم میں نام کو
دُکھ وہاں رہتا ہے کومتی کا جہاں ڈیرا پڑا
سُومتی سے پاتا ہے پرانی۔ چین اور بسرام کو
تج کے آلس اور نِدرا۔ تیاگ دو پرمادکو
کام میں لاؤ سدا تم۔ دن کے آٹھوں جام کو

ایک چھن بیکام رہنا بھی کبھی اچھا نہیں
کام سے پاتے ہیں نردھن۔ ارتھ مکتی کام کو
رادھا سوامی جوگ سادھو۔ رادھا سوامی جوگ لیکھ
جیتے جی سکھ۔ انت میں لوست کو اور ست دھام کو

چوتھا بچن

پیرپرستی (سوال وجواب)

شِشیہ۔ سوال۔ پیرپرستی کا اصلی بھید کیا ہے؟ گورو سے کیوں سمبندھ جوڑا جاتا ہے۔

گورو۔ جواب = گورو سے پرمارتھ (تصوّف) کا خمیر حاصل کرنا ہے۔ جب گورو کا خمیری سنسکار شِشیہ کو مل جاتا ہے تو وہ خود بھی خمیری ہو جاتا ہے۔ آٹے میں ایک چٹکی خمیر ڈال دو۔ سارا آٹا آسانی سے آپ ہی آپ خمیر ہو جائے گا۔ اُبلے ہوئے گرم دودھ میں تھوڑا سا دہی کا جامن دیدو۔ سارا دودھ آپ ہی آپ دہی بن جائے گا۔ کیونکہ دہی

نے دہی بننے کی کمائی پہلے ہی سے کر رکھی ہے۔ روشن چراغ سے اندھا چراغ جلایا جا سکتا ہے۔ جاگا ہوا منشیہ ہی سوئے ہوئے کو جگا سکتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ پڑھے لکھے عالم و فاضل ودوان (بے اثر) یا پربھاؤ ہین ہوتے ہیں۔ جہاں عملی جیون پرمارتھی جیون یا کریا آتمک جیون گذارنے کا سوال آجاتا ہے تو وہاں یہہ لوگ منھ کے بل گر پڑتے ہیں۔ کیونکہ اُن میں کمائی نہیں ہوتی۔ کمائی کا حصہ کسی کمائی کئے ہوئے شخص سے ہی مل سکتا ہے۔ دوسروں سے نہیں۔ یہہ سچی صحیح اور یقینی بات ہے۔ اگر ایسے شخص سے (خمیر) دات حاصل کی جائے تو کام آسانی سے بن جاتا ہے۔ ویسے نہیں دیر لگتی ہے۔

شنشیہ = خمیر کا بھید میں سمجھ گیا۔ اس سلسلہ میں کئی سوال آپ سے پُوچھنے ہیں۔

گورو = تم کو ہر قسم کے سوالات کرنے کا حق حاصل ہے۔ بُرا بھلا جو کچھ تم کو پوچھنا ہے۔ وہ دریافت کر لو۔ ایک چور بھی من میں رہنے نہ پاوے۔ ست سنگ کا اصلی لابھ اسی میں ہے۔

شنشیہ = پہلا سوال یہہ ہے۔ ایک وقت میں ایک ہی پُورن پُرش کو گورو دھارن کرنا چاہئے۔ یا کئی ایک کو؟

گورو = ایک وقت میں ایک ہی گورو سے دیکشا لینی چاہئے ورنہ وحدانیت نہیں آئے گی۔ ستاریں چاہے جتنے گورو ہوں مگر ست سنگ۔ سیوا اور دات کا لابھ ایک ہی سے حاصل کرنا چاہئے۔

ہاں یہہ ضروری شرط ہے کہ بنا سمجھے بوجھے کسی کے ہاتھ بیت نہ کرنی چاہئے۔ یہاں پر ہزاروں ہی لوگ گورو بنے ہوئے ہیں۔ کون جانے کس نے کس خیال سے یہہ سوانگ بنا رکھا ہے۔ یہہ تو ضروری دیکھ لینی چاہئے کہ اُسی میں حق حلال کی کمائی کا سادھن ہے یا نہیں۔ اس نے پرمارتھ کا سوانگ اپنی جیبھ کا کے ہت تو نہیں بنا رکھا ہے۔ اس کی بھاونائیں کیسی ہیں۔ اس کی سدا چاری کیسی ہے۔ وہ مان بڑائی کا بھوکا تو نہیں ہے۔ وہ دوسرے گوروؤں کی بُرائی تو نہیں کرتا۔ ان باتوں میں جب اچھی طرح سے جانکاری حاصل ہو جائے۔ تو اس سے بے خوف ہو کر ناطہ جوڑ لیا جائے اور اس کو آدرش رُوپ مان کر دیکشا سکشا حاصل کی جائے۔ اُونتی کے مارگ میں ایک ہی قسم کا وچار رکھنا ضروری ہوتا ہے ایک استری کا ایک ہی پتی ہوگا۔ تب اس کو آنند ملے گا۔ ایک سیوک کا ایک ہی سوامی ہوگا۔ تب اس کو سُکھ ملیگا۔ ایک دیش کا ایک ہی راجا ہوگا۔ تب ملک میں شانتی رہے گی۔ ورنہ ویدروا ور آپیات مچتے رہیں گے

دوسرا سوال یہہ ہے۔ ایک وقت میں ایک ہی گورو رُوحانی تعلیم کے لئے پیدا ہوتا ہے۔ یا دو چار۔ دس بیس۔ ؟

جواب۔ ایک وقت میں بہت سے گورو پیدا ہو جاتے ہیں۔ گورو کا پیدا ہونا وقت کی ضرورت اور مانگ پر منحصر ہے۔ جہاں جہاں جیسی جیسی ضرورت ہوتی ہے۔ وہاں وہاں ویسے ویسے گورو اس وقت کی ضرورت کی پورتی کے لئے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ایک شخص سب کا کام نہیں کر سکتا ہے۔

انسان بھی سب ایک ہی پرکرتی کے نہیں ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک کی محبت ایک ہی شخص کے ساتھ نہیں ہو سکتی مگر اصلی گورو ایک ہی ہوتا ہے میں سنسار کا گورو بن کر آیا ہوں۔ جو جیو آتمک سنسکار کے لحاظ سے میرے قریب ہیں۔ ان کو میں تعلیم دیتا ہوں مگر میرے بہت سے شششیہ ہیں جو دُور دُور ولیشوں میں جا کر میرے احکام کی تعمیل میں پرچار کرتے ہیں۔ ان سب میں میرا ہی خمیری سنسکار موجود رہتا ہے۔ وہ کام کرنے سے نہیں رک سکتا ہے مگر اہلیت جُدا جُدا ہے۔ یوگتا اور گرہن شکتی بھی سب الگ الگ ہے۔ یہہ اپنے ڈھنگ سے اپنے یوگتا انوسار اپنے جیسے لوگوں کو جتاتے رہتے ہیں۔ ان کا بھی کام بن رہا ہے۔ اور دوسرے لوگ بھی ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ جن کا ان کے ساتھ پریم ہوتا ہے وہ اُن کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ اور آتمنی کمائی میں لگ جاتے ہیں میں منشیہ شریر میں رہتے ہوئے ہر ایک استھان پر نہیں پہونچ سکتا ــــ میرے شششیہ میرا ہی تو کام کر رہے ہیں۔ میرے روپ انیکوں اور بھنیہ بھنیہ ہیں۔ اِس میں کسی قسم کی دقت نہیں ہوتی ــــ اور ایسا ہی ہونا چاہئے جب تم واپس اپنے دیس کو جاؤ گے۔ میرا ہی سندیش لوگوں تک پہونچاؤ گے اس لئے گورو کے کئی روپ ہوتے ہیں۔ ہاں قطب کا درجہ سب سے بڑھ چڑھ کر ہے۔

تیسرا سوال یہہ ہے۔ جس نے ایک گورو سے دیکشا لی ہے۔ اس کو دوسرے گوروں کے ساتھ کیا بیوہار کرنا چاہئے۔

جواب :- جس نے ایک گورو سے دیکشا لے لی ہے۔ اس کے لئے دوسرا گورو کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر وہ دوسرے گورو کے پاس جائے تو اس کو نِمرتا اور پریم کے ساتھ شُدھ بیوہار کا دھیان رکھنا چاہئے۔ پریم سمان اور سداچار کا سب سے درجہ اونچا ہے۔

آتمک ودیا کا نام ہی سداچار کی وِدّیا ہے۔ جو منشیہ ایرشا دویش اور پکشپات سے کام لیتا ہے۔ چاہے وہ گورو ہی کیوں نہ ہو۔ سمجھ لو کہ ابھی تک اس کی بیوہارک اوستھا ٹھیک نہیں ہوئی ہے۔ اس سے کسی کو آتمک لابھ نہ مل سکیگا۔

چوتھا سوال یہہ ہے۔ اگر کسی کا گورو چولا چھوڑ دیا ہے تو پھر شِشیہ کو کسی دوسرے گورو کے جانب رجوع ہونا چاہئے یا نہیں۔

جواب:- اگر کسی کا گورو چولا چھوڑ دیا ہے۔ اور شِشیہ بھی سُویم اس کو مُردہ سمجھ رہا ہے۔ تو جان لینا چاہئے کہ اس نے درحقیقت اب تک دیکشا نہیں لی ہے۔ اس کو آدیشہ کسی نئے گورو کے پاس جانا چاہئے۔ ورنہ اس کا کام نہیں بنے گا۔ اس کو مُرید کون کہتا ہے۔ مُرید تو مُردہ کا نام ہے۔ مرید وہ ہے جس نے فنا فی شیخ (جیون مُکت) کا درجہ حاصل کر لیا ہے۔ اب تک اس میں شربرک وشئے باسنا موجود ہے۔ اس لئے وہ بے شک دوسروں سے دیکشا حاصل کرے۔ البتہ وہ گورومکھ نہیں کہلائیگا۔ یہہ بات اس کے اس جیون میں کبھی پراپت نہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں وحدانیت بڑے مشکل سے آوے گی۔ بہت دنوں تک اس کا سنسکار اثر انداز رہے گا۔

پانچواں سوال یہہ ہے۔ اگر کسی گورو سے پورن سنتوش نہ ملا ہو۔ تو وہاں پر کس نیم کا پالن کرنا چاہئیے۔

جواب :- اگر کسی گورو سے سچی دات نہیں ملی ہے تو پھر اس کو دوسرے کے پاس جاکر دیکشا لینی چاہئیے۔ شردھا بھاؤ میں سچائی کا آنا مشکل بات ہے۔ انسان انسان کی دڑ دتی) یا کمی دیکھ کر چوکنا ہو جاتا ہے۔ اگر اس نے کسی کو اپنے وشواس کا آدرش نہیں بنا لیا ہے۔ تو اس کے لئے ضرورت ہے کہ وہ دوسرا دروازہ دیکھے۔ اور جتنی جلدی ہو سکے کسی پورن پرش سے اپنا ناطہ جوڑے ورنہ اس کا نقصان ہوگا۔ میں اپنے ست سنگ میں سارے لوگوں کو اونچی درشٹی کھول کھول کر تعلیم دیتا ہوں۔ تاکہ کوئی شخص بھی بھول بھرم میں نہ پڑا رہے۔ اور نہ بھول بھرم کا کبھی شکار ہی ہو سکے۔

پانچواں بچن
سچی سچی باتیں

کل جو لوگ ست سنگ میں موجود تھے۔ ان کو یہہ سمجھا دیا گیا تھا کہ اگر مالک کل کے درشن اپنے گھٹ میں چاہتے ہو تو ہنسا کرنا چھوڑ دو۔ کسی کا دل

نہ دکھاؤ۔ کسی کو بُرا بھلا مت کہو۔ زبان کو روک رکھو۔ تاکہ کسی کو اَنُچت لفظ نہ کہہ سکے۔ کان کو روک رکھو۔ کسی کی نندیا نہ سُن سکے۔ آنکھ کو روک رکھو۔ کسی کے اَوگن نہ دیکھے۔ پانچ میں سے صرف تین اندریوں پر قابو پا لو نیچے کی دو اندریاں اتنی دُکھدائی نہیں ہیں۔ دُکھدائی صرف یہہ تین اندریاں ہی ہیں۔ آنکھ کان اور زبان۔ ان تینوں کو بس میں کر لو۔ اگر کسی کی نندیا کرتے ہو تو نندیا کرنے سے مفت میں اس کے پاپ کے بھاگی بنو گے۔ اگر کسی پاپی کا ذکر کرو گے تو اس کا جتنا پاپ ہوگا۔ اس کا دوش تم زبان دوارا اپنے اوپر لے لو گے۔ اگر کسی کے بُرے کرم کو آنکھ سے دیکھتے ہو تو اس کا سارا پاپ آنکھ دوارا تم پر پڑے گا۔ اگر کانوں کے ذریعہ کسی کے دوش سنتے ہو تو کانوں کے دوارا دوشوں کی گٹھڑی تمہارے اندر چلے جائے گی

تم گرہست میں رہ کر اپنے گرہست پنے کا کام کاج کیا کرو۔ اگر تم کسی کی طرف دھیان نہ دو گے تو تمہارا بیڑا آسانی سے پار ہو جائے گا اس کا سُگم اپائے کل تم کو بتلا دیا گیا ہے۔ تم کو بہت سے آدمی ایسے ملیں گے جو منہ سے تو کسی کی نندیا نہیں کرتے مگر آنکھوں سے اس کے دوش دیکھتے ہیں۔ اور کانوں سے دوش سنتے ہیں۔ وہ ان دوشوں کو اپنے اندر ڈھکیل جاتے ہیں۔ اور جو لوگوں کی دشمنی یا ایرشا کو اپنے ہردے میں جگہ دیتے رہتے ہیں۔ وہ ان سے بھی زیادہ پاپی ہیں۔ کسی طرح سے یہہ تینوں اندریں وش میں آ جائیں۔ بعض کی زبان اچھی ہے۔ میٹھے بچن بولتے ہیں۔ مگر دل کے اندر چھری رکھتے ہیں۔ جو اپنے دل کے خیال سے پاپ اکٹھا کرتے ہیں

ان کا چھٹکارا مشکل سے ہوتا ہے۔ ایک چھوٹی سی کتھا سن لو تم کو پتا لگ جائے گا۔ کہ کس طرح انسان پاپ کو اپنے لئے اکٹھا کرتا رہتا ہے۔

قصہ یوں ہے۔ کسی گاؤں میں ایک سادھو آیا۔ ست سنگ کرنے کی طرف رجوع ہوا۔ صرف نشکام کرم کرنے والے آدمی آتے تھے۔ وہ ان کو چتایا کرتا تھا۔ گاؤں کے شدھ اہنتہ کرن والے آتے تھے۔ کچھ دنوں یوں گذر گئے۔ آہستہ آہستہ بڑے بڑے آدمی بھی آنے جانے لگے۔ ایک روز راجہ کا دیوان بھی پہونچ گیا۔ سادھو کو دیکھ کر دل میں شردھا پیدا ہوئی۔ اس نے دلیش کے راجہ کو کہا۔ آپ بھی چلئے۔ راجہ نے جواب دیا۔ مجھے ایسی صلاح نہ دو۔ میں سادھوؤں کو جانتا ہوں۔ یہہ گرہستوں کے اوپر بوجھ ہوتے ہیں۔ کرتے دھرتے کچھ نہیں اور اپنا سمے فضول کھوتے رہتے ہیں۔ میں نہیں جاونگا۔ دیوان نے ایک دو مرتبہ کہا۔ سادھوؤں کے پہچان کے لکشن بتلائے اور یہہ بھی کہا کہ سادھو سنسار کے تتو ہوتے ہیں۔ جیسے سورج چمکتا ہے اور روشنی دیتا ہے۔ ہوائیں درخت پھولتے پھلتے ہیں۔ اسی طرح سادھو بھی جگت کا ادّھار کرتے ہیں۔

ترور پھلیں نہ آپ کو۔ ندی نہ پیوے نیر
پرمارتھ کے کارنے۔ سنتن دھرا شریر
ترور۔ سرور۔ سنت جن۔ چوتھے برسے مینہ
پرمارتھ کے کارنے۔ چاروں دھاریں دیہہ

اس سادھو کی اچھیا تھی کہ جو لوگ اس کے پاس ست سنگ میں آویں

وہ سادھن ابھیاس ضرور کیا کریں۔ کیونکہ نر ابھیس دھاری سادھو نہیں ہو سکتا۔

پارس میں اور سنت میں۔ یہی انتر و جان
وہ لوہا کنچن کرے۔ یہہ کرلیں آپ سما ن

پارس لوہے کو سونا کر دیگا۔ لیکن پارس نہیں بنا سکیگا۔ مگر سادھوؤں کی سنگت سے ادھیکاری جیئو خود سادھو اور سنت بن جاتا ہے۔ راجہ آیا بات چیت سنی۔ اس کے من میں بھاؤ پیدا ہوا۔ سادھو سچی سچی بات کہتا تھا۔ راجہ کے دل میں تیر کی طرح سادھو کی بانی اثر کرتی تھی۔ جب سب لوگ چپ ہو گئے۔ راجہ نے پوچھا۔ مہاراج! ہمارا کچھ حال سناؤ۔ سادھو نے جواب دیا۔ سنو! سادھو کا کام کسی کا بھانڈہ پھوڑنے کا نہیں ہے۔ سادھو برائی نندیا نہیں کرتے ہیں۔ تم اپنا حال خود جانتے ہو۔ مجھ سے نہ پوچھیے۔ راجہ نے زور دیا۔ نہیں مہاراج! ہمارے آئندہ کی جو دشا ہے۔ وہ میرے سامنے آجائے اور میں اُسے دیکھ لوں۔ اس نے اپنی اُنگلی سے راجہ کو چھُو دیا۔ راجہ بے ہوش ہو گیا۔ ندرا اوستھا میں وہ کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک نہایت خوبصورت باغ میں جا پہونچا۔ سُوپن دیکھنے لگا۔ وہ اس کے اندر داخل ہوا۔ چار دیواری لگی ہوئی تھی۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ نہایت قرینے کے درخت لگے ہوئے ہیں روش دارکیاری اور بیل بوٹوں کی سجاوٹ اچھی ہے۔ پھلوں سے درخت لدے ہوئے ہیں۔ ہمارے راج میں ایسا باغ نہیں ہے۔ آگے گیا۔ سنگ مرمر کا چبوترہ دیکھا۔ نہایت

خوبصورت چبوترہ تھا۔ حوض بھی نظر آیا جس میں نانا پرکار کے پھول کھلے ہوئے تھے۔ جن سے باغ کی رونق دو بالا ہو رہی تھی۔ آگے سنگ مرمر کی بارہ دری بڑی خوبصورت تھی۔ اس کی کاریگری کو دیکھ کر بڑا حیران ہوا۔ مگر اس باغ میں کوئی آدمی نہیں ملا سوچنے لگا اگر باغباں موجود ہو گیا۔ راجہ نے اُسے دیکھا اور پوچھا کہ یہہ کس کا باغ ہے۔ خیال کیا باغباں موجود ہو گیا۔ راجہ نے اسے دیکھا اور پوچھا تو کون ہے؟ مہاراج میں مالی ہوں۔ باغ کی نگہبانی کیا کرتا ہوں۔ اس کو صاف ستھرا رکھتا ہوں۔ یہہ باغ کس کا ہے۔ مالی! آپ کا ہے۔ آپ ہی نے بنوایا ہے۔ راجہ حیران ہوا۔ کہنے لگا۔ میں نے کبھی ایسا باغ نہیں بنوایا ہے۔ پھر پوچھا۔ یہہ بارہ دری کس نے بنوائی ہے۔ حوض کس نے بنوایا ہے۔ جواب ملا۔ یہہ سب آپ ہی نے بنوائے ہیں۔ راجہ حیران ہوا۔ میں نے تو ایسا کوئی کام نہیں کیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ مہاراج! آپ کے خیال نے بنایا ہے۔ آپ نے جو کرم کیا تھا۔ اس کے مطابق آپ کے خیال نے کام کیا۔ آپ کا بھاؤ نہایت عمدہ تھا۔ اس لئے یہ نہایت عمدہ باغ تیار کرایا گیا۔ جیسا کرم کیا جاتا ہے اس کے مطابق پرلوک بھی بنایا جاتا ہے۔ یہہ سب کچھ آپ ہی کا ہے۔ راجہ کو اور بھی حیرانی ہوئی۔ اس نے کہا جیسا تمہارا بھاؤ ہوگا۔ وہی پرلوک میں کام کریگا۔ اگر یہاں اس لوک میں دشمن ہیں تو سورگ میں بھی دشمن ہوں گے۔ اس لئے انسان کو سوچ سمجھ کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ لوک پرلوک سُدھر جائے راجہ نے بارہ دری کی طرف اشارہ کیا۔ کیا یہہ کھل سکتی ہے۔ جواب ملا۔

آپ کی چیز ہے۔ سنکلپ آپ کا شدھ ہے۔ خیال میں پوتر تا ہے۔ جو چاہو گے ہوتا چلیگا۔ بارہ دری کھول دی گئی۔ یہہ باہر سے نہایت خوبصورت تھی مگر اس کے اندر سے بدبو آ رہی تھی۔ اور کوڑا کرکٹ موجود تھا۔ راجہ نے کہا۔ اس قدر خوبصورت عمارت ہے۔ مگر اس کے اندر بدبو کیوں ہے۔ جواب ملا۔ آپ لوگوں کی نِندیا اور دوشوں کو اپنے اندر رکھ کر کمائی کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تمام غلاظت گھٹ کے اندر بھر گئی ہے۔ آپ کا محل، آپ کا باغ۔ آپ کا شہر آراستہ ہے۔ مگر آپ کا ہردا اشدّھ ہے۔ اس کے اندر جو سامان اور سامگری بھری پڑی ہے وہ غلیظ ہے۔ اور جب آپ دنیا سے کوچ کر کے یہاں آئیں گے۔ یہہ سب غلاظت آپ ہی کو کھانی پڑے گی۔ دنیا کھیتی ہے پرلوک کی۔ دنیا کی کمائی کے آدھار پر ہی یہہ پرلوک بنتا ہے۔ جو لوگ برائی کا بیج بوتے ہیں۔ مرنے کے بعد وہ ہی بیج پھل لاتے ہیں۔ جو انھیں پرلوک میں بھگتنے کرنے پڑیں گے۔ اس عمارت میں اور بھی چھوٹے چھوٹے کمرے بنے ہوئے تھے۔ راجہ کے کہنے پر انھیں بھی کھولا گیا۔ ان کے اندر سے اور بھی بدبو نکلنے لگی۔ راجہ نے ناک کو بند کر لیا۔ مالی نے کہا۔ اس وقت ناک کو بند کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے یہہ تو آپ کی خوراک ہے جو پرلوک میں کھانی پڑے گی۔ راجہ نے کہا۔ کیا ایسی تدبیر ہو سکتی ہے۔ جس سے یہہ غلاظت میرے حصہ میں نہ آئے اُس نے کہا۔ سادھو کی سنگت میں آئے ہو۔ اس نے تم کو موقع دیا ہے اس کا اُپائے بھی اسی کے پاس ہے۔ سادھو کے بچنوں کا ایک ایک لفظ بالکل ٹھیک ہے

کہا گیا ہے کہ جو سُکھ سنتوں کے ست سنگ سے ملتا ہے وہ سُکھ تم کو سات سُرگ اور سات اَپ ورگ میں بھی نہیں مل سکتا ہے سنتوں کے چھن ماتر کے ست سنگ سے انسان بہت کچھ سُدھر سکتا ہے۔ اس لئے سنتوں اور سادھوؤں کے ست سنگ میں ضرور جایا کرو۔ اس کا پھل انیک پرکار کا ہوتا ہے۔ اس میں سُدھار کی صورت نظر آ جاتی ہے۔ اگر تم درشن کرنا چاہتے ہو تو اس کا اُپائے سوگم ہے۔

"جو مالک کا چاہے دیدار جا تو بیٹھ گورو دربار"

سچّا اُپائے یہی ہے۔ اس نے کہا مہاراج! آپ سادھو کے پاس جا کر اپائے پوچھئے! میں تو نہیں بتا سکتا۔ میرا کرتب تو صرف اتنا ہے کہ باغ کو صاف ستھرا رکھوں اور اس کی نگرانی اور رکھوالی کروں جب آپ آئیں گے یہی کھانا آپ کی خدمت میں حاضر کیا جائے گا۔ راجہ بڑا گھبرایا۔ اور پوچھا اس کی وجہ کیا ہے؟ جواب ملا۔ پہلے آپ کے ہردے میں جو خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔ یہہ اس کا نتیجہ ہے۔ آپ دوسروں کے اوگنوں کو دیکھتے رہے ہیں۔ اور انھیں اپنے اندر رکھ لیا کرتے تھے۔ مگر آپ منھ سے نندیا نہیں کرتے تھے جس سے خوبصورتی کا سامان تو بکھرا ہوا پڑا ہے۔ جو دیکھنے میں اچھا لگتا ہے۔ مگر دوسروں کی نندیا اور برائی کو دیکھ کر آپ اس کو اپنے ہردے میں رکھ لیتے رہے ہیں۔ اس کا اثر یہہ ہوا کہ اندر غلاظت اور بدبو جمع ہو گئی ہے۔ جسے آپ خود اب دیکھ رہے ہیں۔

"من ملین، تن سندر کینے"

منہ سے تو آپ کچھ نہیں کہتے تھے۔ اچھا! اب ہم جاتے ہیں۔ اگر آپ سادھو کی خدمت میں حاضر ہو کر تدبیر پوچھیں گے تو وہ بتلا دیگا۔ کیونکہ اس کے پرتاپ سے ہی یہہ سب کچھ معلوم ہوا ہے۔ آنکھ کھل گئی۔ راجہ ہوش میں آگیا۔ راجہ نے اپنی گتی کو دیکھ لیا اور کہتا ہے کہ کیا میری گتی اتنی بری ہوگی وہ جاکر سادھو کے چرنوں میں گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے سادھو جی مہاراج! مجھے اس کی سوگم تدبیر بتلائے جس سے میرا اُدّھار آسانی کے ساتھ ہو جائے۔ سادھو بولا۔ اے راجا من جو تو نے لوگوں کے پاپ اپنے اندر رکھ لئے ہیں۔ اس سے اُدّھار تو تیرا ہو جائے گا۔ مگر جو تو نے سادھوں کی نندیا کی ہے۔ اور کہا ہے کہ یہہ گرہستیوں کے اوپر بوجھ ہوتے ہیں۔ اس کے لئے کوئی تدبیر تیری مدد نہیں کر سکتی۔ اس کا پھل تو تجھے ضرور کھانا پڑیگا۔ اور بھوگنا پڑیگا۔

راجہ نے پھر کہا مہاراج! کوئی ایسی تدبیر بتاؤ جس سے میرا اُدّھار ہو سکے۔ سادھو نے کہا تدبیر یہہ ہے کہ تو اپنے ہردے میں اپنے پروہت کی خوبصورت لڑکی کا خیال رکھ لے۔ اس کو اپنے محل میں منگوا لے۔ مگر تیری نظر بُری نہ ہو۔ پروہت کو در پردہ سمجھا دے کہ اسے میں محل کی رانی بناؤنگا۔ جتنی بھی لوگوں کی نندیا کی سامگری تو نے اکٹھا کی تھی۔ جب اُتنی نندیا تیری ہو جائے گی۔ تب اس پاپ کا بوجھ دور ہو جائے گا۔

اس نے پروہت کو بلوا کر سب کچھ اچھی طرح سے سمجھا دیا۔ اور کہا تم بُرا نہ ماننا۔ لڑکی خوبصورت تھی پکڑی ہوئی چلی آئی۔ اس کو ستکار کے ساتھ محل میں رکھا گیا۔ جب یہہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی کہ راجہ پروہت کی لڑکی

کو پکڑ لایا ہے۔ لوگوں نے کہا۔ راجا جہا پاپی ہے۔ اسے اپنے گھر میں رکھ لیا ہے۔ چودہ برس تک اس کی نندیا ہوتی رہی۔ اس کے بعد راجہ سادھو کے پاس آیا۔ ست سنگ میں بیٹھا تھا۔ ست سنگ ختم ہونے کے بعد سادھو سے بولا۔ مہاراج! میں بہت بدنام ہو گیا ہوں۔ تب سادھو بولا سن راجہ اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں تھی۔ ایک دفعہ پھر سادھو راجہ کو بارہ دری دیکھنے کا موقع دیا۔ سادھو نے راجہ کو دوبارہ پھر چھو دیا وہ بے ہوش ہو گیا۔ نیند آ گئی۔ اس نے اپنے آپ کو باغ میں پایا۔ کیا دیکھتا ہے۔ باغ کی خوبصورتی بڑھی ہوئی ہے۔ وہ حوض کو دیکھا پھولوں اور پھلواریوں کو دیکھا۔ انھیں دیکھ کر وہ خوش ہو گیا۔ خیال کیا کہ باغبان آ جائے۔ باغبان آ گیا۔ اس سے دریافت کیا پھر بارہ دری کو کھولنے کے لئے کہا۔ باغبان نے قفل کھول دیا۔ کیا دیکھتا ہے۔ سب کمرے صاف ستھرے ہیں۔ خوبصورتی کے ساتھ میز کرسی کوچ وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ اور اس کے اندر سے گلاب اور کیوڑے کی خوشبو آ رہی ہے۔ انھیں دیکھ کر بڑا پرسن ہوا۔ اور کہنے لگا میں تو سادھو کی سنگت سے بال بال بچ گیا۔ اس کے کہنے پر عمل کرنے سے میری نندیا کا پرائشچت ہو گیا۔ مگر جب کوٹھریوں کی طرف رجوع ہوا۔ باغبان کو انھیں کھولنے کا حکم دیا۔ باغبان نے قفل کھول دیا۔ جب دیکھا ان کے اندر سے بدبو پھر پھیلنے لگی۔ کہنے لگا یہ کیا ہے۔ جواب ملا۔ مہاراج! اس کا اُدھار جگت میں نہیں ہے۔

آپ نے جو سادھو اور بھگتوں کی نندیا کی ہے۔ اس کا پھل آپ کو ضرور

بھوگنا پڑیگا۔ اس سے بچاؤ کی کوئی صورت میرے پاس نہیں ہے۔ آپ سادھوجی سے جاکر پوچھئے۔ وہ شائد آپ کو کچھ بتادے۔ راجہ بیاکل ہوا۔ کمرہ تو صاف تھا۔ ہال خوبصورت تھا۔ مگر اندر کی کوٹھریاں گندگی اور غلاظت سے بھری پڑی تھیں۔ مالی سے گڑگڑایا۔ اس نے کہا میں کچھ نہیں کرسکتا صرف سیوا کرنا میرا کام ہے۔ جب آپ کچھ کھانے کو مانگیں گے جو غلاظت کوٹھریوں کے اندر رکھی ہوئی ہے۔ میں اس کو خوبصورت تھال میں سجاکر آپ کے آگے پیش کرونگا۔ جسے آپ ضرور کھاؤ گے۔ راجہ نے کہا۔ اچھا میں چل کر سادھوجی سے اس کا بھی اپائے پوچھوں گا۔ چنانچہ آنکھ کھل گئی۔ اور وہ سادھو کے چرنوں میں گر پڑا اور پرارتھنا کرنے لگا آپ کی کرپا سے میرا جو دوش تھا۔ وہ بہت کچھ ختم ہوگیا ہے۔ مگر ان کوٹھریوں کا اب کیا اپائے ہے۔ سادھو بولا۔ اس کا اپائے میرے پاس نہیں ہے چونکہ تم نے سادھوؤں اور بھگتوں کی نندیا کی ہے۔ اس کا پھل تم کو ضرور ہی بھگتنا پڑیگا۔ اس لئے کبھی سادھوؤں کی نندیا نہ کیا کرو۔ اگر تمہاری نندیا ہوتی ہے۔ تو ہونے دو۔ سادھوؤں نندیا کی جڑ پاتال میں چلی جاتی ہے سادھو اور سنت سنسار میں سیوا کرنے کے لئے ہی آتے ہیں۔ انھیں دنیا سے کچھ لینا نہیں ہے۔ وہ دریا کے پرواہ کی طرح بہتے رہتے ہیں اپنے اوپر کشٹ سہا کرتے ہیں۔ اور سنسار کا بھلا کرتے ہیں۔

سادھو تو آتے ہیں دکھوں کے دور کرنے کے واسطے۔ سب سے بڑا سکھ کہاں ہے۔ سادھوؤں اور سنتوں کے دربار میں اس واسطے آپکو

یہ نیم دی جاتی ہے کہ اگر تم رادھا سوامی مت میں آئے ہو اور سنتوں کی شرن لی ہے تو تمہارے میں ایک بھی درد یا دکھ نہ رہے۔ ستسنگ کا اصلی پھل یہی ہے۔

تیرتھ گئے تو ایک پھل سنت ملے پھل چار
ست گورو ملے انیک پھل۔ کہیں کبیر بچار

دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش یہہ چاروں پھل سادھو سیوا سے حاصل ہوتے ہیں جو ست گورو سے مل گیا تو پھر کسی وستو کی کمی نہیں رہتی۔ بغیر سنتوں کے سماگم کے اصلی سکھ کہیں بھی نہیں ہے۔

نہیں درد سم دکھ جگ ماہیں
سنت ملن سم۔ سکھ کچھو ناہیں

راجہ نے اصرار کیا اور سادھو جی سے کہا کہ آپ ایسی تدبیر بتلائے جس سے غذا مجھے نہ کھانی پڑے۔ بار بار یہی جواب ملا۔ کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ راجہ پریشان ہوا۔ سادھو کہنے لگا جب سادھو لوگ تیری نندیا کریں گے۔ تب تیرا پرائسچت ہوگا۔ لیکن یہ بات کبھی ہو نہیں سکتی کہ سادھو کسی کی نندیا کریں۔ سادھو کو نندیا سے کیا کام ہے۔ ایک دفعہ راجہ نے سادھوؤں پر ٹیکس لگا دیا۔ اور اس طرح سادھوؤں کو ستانا شروع کر دیا کٹی کٹی میں گھومتا اور ان سے ٹیکس وصول کرتا۔ اور ان کو تنگ کرتا۔ راستہ میں اس کو ایک نوجوان سادھو ملا۔ کہنے لگا سن راجہ! ایک بات سن لے کوٹھریوں کے اندر جو غلاظت ہے۔ وہ تم کو ہی کھانی پڑے گی۔ تو یہ امید رکھتا ہے کہ اس ٹیکس

دکھانے سے سادھو تیری نندیا کریں گے۔ یہہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ سادھو کسی کی نندیا نہیں کرتے۔ اس کی امید نہ رکھ یہہ غذا تو کھائے گا یا جو تجھ کو اپائے بتائے گا وہ کھائے گا۔ اب یہی ہدایت ہے کہ تو آئندہ سے سنتوں کی نندیا کرنا چھوڑ دے۔

راجہ نے تب پروہت کی لڑکی کو عزت اور سنمان کے ساتھ واپس اس کے گھر بھیج دیا۔ اس کے بعد اس نے یہہ ترکیب اختیار کر لی ہے کہ نندیا کسی کی بھی نہیں کرنی ہے۔ نندیا آنکھوں سے نہیں دیکھتی ہے اور نہ کانوں سے نندیا سنتی ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہہ ہے۔ کہ آنکھوں سے کسی کے برے درشیہ نہ دیکھو۔ کانوں سے نندیا کسی کی نہ سنو۔ منھ سے کسی کی نندیا نہ کیا کرو اس لئے ہمارا فرض ہونا چاہئے۔ کہ سنتوں کے ست سنگ سے لابھ اٹھایا جائے پھر اسی جسم میں مالکِ کُل کے درشن پراپت کر لوگے تم سنتوں کا ست سنگ کیا کرو۔ اپنے انتر میں سادھن ابھیاس کیا کرو بغیر سادھن ابھیاس کے ان تینوں اندریوں کو بس میں کرنا مہان کٹھن ہے۔ جب یہہ تمہارے وش میں آجائیں گے تو تمہارا کام آسانی سے بن جائے گا۔

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِ حق بر ما بخند

اس کا مطلب یہہ ہے۔ آنکھ بند کرو۔ کان بند کرو اور زبان بند کرو۔ جب یہہ تینوں اندریاں بند کر لوگے۔ یعنے اپنے وَش میں کر لوگے تب اس وقت تم کو مالکِ کل کا ساکشاتکار پراپت ہوگا سنتوں

کے ست سنگ کے پرتاپ سے یہہ سب کچھ شاکشاتکار ہو جائے گا۔ اور تم آسانی سے ان پر قابو پالوگے۔ یہہ تدبیر سب سے سوگم ہے۔ اور بس۔

چھٹواں بچن

گن گراہی ہونا ہی سنت مت میں شامل ہونا ہے

جو شخص دوسروں کو ورغلا کر۔ ایک دوسرے کی نندیا کر کے لوگوں کو سنت مت میں شامل کرتا ہے۔ وہ ابھی تک خود گورومت میں شامل نہیں ہوا ہے۔ چاہے وہ اپنے آپ کو سنت اور ست گورو ہی کیوں نہ کہے۔ مگر حقیقت میں وہ ابھی تک سچائی سے بہت دور پڑا ہوا ہے۔ حضور اس پر دیا کریں!

حضور معلی مقدس نے مجھ سے ایک مرتبہ آگرہ کے قیام کے وقت زبان مبارک سے فرمایا تھا۔ شیو برت لال! تم شہد کی مکھی بنو۔ پھولوں پر بیٹھو اور ان کا ضروری رس لینے کا عمل سیکھو۔ مگر پھولوں پر اس طرح بیٹھو کہ ان پر تمہارے پاؤں کے دھبے کا نشان تک نہ ہونے پائے۔ یہہ لطیف مزاج اور لطافت پسند طبیعتوں کا قاعدہ ہے۔ تم دوسرے قسم کی مکھیوں کا خواص نہ قبول کرو۔

وہ تو جب بیٹھیگی غلاظت ہی پر بیٹھے گی۔ ان کا یہہ دستور ہے پہلے تو غلاظت پر بیٹھ کر اس کا اثر لیں گی۔ پھر آدمیوں کے کھانوں پر بیٹھ کر اس کو ناپاک اور مسموم کر دیں گی۔ یہہ عادت سیوک داس اور گورو مکھ کے لئے زیبا نہیں ہے

بھائیو! وہی بات میں تم کو بھی بتاتا ہوں۔ خوب سوچ سمجھ کر اس طرف توجہ دو تاکہ جیتے جی تم کو پرمارتھ کا مزہ آ جائے۔ اور پھر اس کی مشاقی کرتے ہوئے سنتوں کے آخری دھام اور پرم پد کی وراثت بہ آسانی حاصل کرلو تم شرت یعنے توجہ کے کانوں سے گورو کے شبد کو سنو۔ جو اندر باہر ایک رس محیط ہو رہا ہے۔ اس عمل کو بھی شرت شبد یوگ کا ابھیاس ہی سمجھو۔

جو لوگ تمہاری نندیا کرتے ہیں۔ یا تم سے دشمنی کرتے ہیں ان کے بھی سدگنوں کو قبول کرو کیونکہ وہ بھی گنوں سے خالی نہیں ہیں۔ نندک اور نندیا کے بھی روشن پہلو ہوتے ہیں۔ ہم کو ہر شئے کے تاریک اور نفی کے پہلو کو ترک کرنا ہے۔ صرف روشن اور اثبات پہلو کو نظر کے سامنے رکھنا ہے ورنہ پھر رادھا سوامی مت میں شامل ہونے کا فائدہ ہی کیا ہوا! اگر ہم بھی اوروں کی طرح عمل کرتے ہیں تو بات ہی کیا ہوئی۔

میں اور جگہ مثال کی تلاش میں کہاں جاؤں۔ میری اپنی زندگی کے حالات پُر از واقعات ہیں اُن ہی کو تمہارے سامنے پیش کرتا ہوں۔

سنو! رادھا سوامی مت کی شرکت سے مجھ پر آریہ سماج کی طرف سے جا بجا مناسب اور نامناسب حملے ہوئے۔ سازشیں کی گئیں۔ مقدمے بنائے گئے اس میں میرا بھی کچھ قصور تھا۔ اگر مجھ میں قصور نہ ہوتا۔ تو وہ ایسا کبھی نہ کرتے۔

اخبارات کے کالم سیاہ کئے گئے۔ حاسدوں کو اور کچھ عیب نظر نہیں آیا تو مجھ کو جعلی ایم۔ اے اور رادھا سوامی پنتھی کہہ کہہ کر گالیاں دینے لگے۔ میں نے یہہ سب کچھ برداشت کر لیا۔ اور دل پر ضبط کر کے صرف حضور کے رُوپ اور حضور کی پاک تعلیم کی طرف نگاہ رکھی۔ اس مخالفت اور مزاحمت کا نہایت برکت بخش نتیجہ ہوا۔ مجھ میں روز بروز اس کی طفیل مضبوطی آتی گئی۔ حضور نے انتر دیا کا پرچے دینا شروع کیا۔ اور میں بہ آسانی ان نندکوں کی مہربانی سے ست گورو کو پراپت کر لیا۔ اگر وہ اِس طرح سلوک نہ کرتے تو میں حضور کا دَیا پاتر کبھی نہ ہوتا۔ میں نے کبھی بھول کر بھی آریہ سماج کی مخالفت نہیں کی کیونکہ اس کا روشن پہلو اور مہرشی سوامی دیانندجی کی مفید شخصیت میرے نگاہ کے سامنے رہتی تھی۔ میں سب کی تعظیم کرتا ہوا اپنے اَن سمجھ نندکوں کو سچے دل سے دعا دیتا رہا۔

کبیر نندک نہ مرے۔ جیوے آدجہ گاد
ہم تو ست گورو پائیں نندک کے پرساد

قدرت میں جس کام کے لئے جو شخص موضوع ہوا ہے۔ وہ تو وہ کام ضرور ہی کریگا۔ ورنہ پھر اس کے پیدا ہونے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ اور وہ بھی کسی خاص مصلحت سے ہے۔ بے مصلحت دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ تم اپنا کام کرو۔ ان کو اپنا کام کرنے دو۔ ان کی نندیا سے تم میں دن بدن مضبوطی اور استقلال۔ گورو بھگتی اور ایثار نفسی آتے جائے گی اور تمہاری بھگتی کا امتحان بھی ہوتا جائے گا۔ گورو بانی ہے۔

نندک نیرے راکھیئے۔ آنگن کٹی چھوائے
بن پانی صابن بنا۔ نرمل کرے سبھائے
نندک دور نہ کیجئے۔ کیجئے آدر مان
تن من نرمل کرت ہے رکے آن ہی آن

یہہ نندک اور نندیا کا روشن پہلو ہے۔

ہاں! تم بے شک کسی کی نندیا نہ کیا کرو۔ ورنہ آن سمجھی سے اُس کے پاپ کے بھاگی ہوتے جاؤ گے۔ اور بالعوض گورو کے وہی شخصیت جس کی تم برائی کرتے ہو۔ تمہارے من میں بسنے جائے گی۔ اور عمل تصوّر سے تم خود اُس کے رُوپ ہوتے جاؤ گے۔ دشمنی کا خیال بہت مضبوط ہوتا ہے۔ دوستی کے خیال کو پختہ کرنے میں دیر لگتی ہے۔ اس لئے سنت مت چونکہ پریم کا مارگ ہے اس کے پیرو کاروں کو کسی کی بھی بُرائی کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہاں تو صرف پریم کا پکا کرنا ہے۔ نندک بھی تو آخر حضور ہی کے بال بچے ہیں۔ ان کو یا تو پیار کرو یا ان کی طرف سے اُداسین اور بے پرواہ بنے رہو۔ یہہ بھی تمہارے بھائی ہی ہیں۔ یہہ آن سمجھ ہیں تم سمجھ دار ہو۔ سمجھ والے کو آن سمجھ سے الجھنا کیسا گھر میں مختلف سوبھاؤ کے بھائی ہوتے ہیں۔ حتیٰ الامکان ان کی غلطیوں کو جو دراصل نفی کے پہلو ہیں نظرانداز کرتے چلو اور تمہارے اثبات اور پریم کا برتاؤ۔ اس طرح کا ہو۔ کہ آہستہ آہستہ تمہاری مثال اور تمہاری زندگی کے کاروبار اُن پر اثر انداز ہوں۔ کبھی نہ کبھی یہہ خود نادم ہوں گے۔

تنکا کبھوں نہ نندئے۔ جو پاؤں تل ہوئے
کبھوں اُڑ آنکھوں پڑے۔ پھیر گھینری سوئے

یہہ حضور کی تعلیم ہے۔

سونا جب تک نہیں تپایا جاتا۔ کندن نہ بنے گا۔ نندیا اور مخالفت ہی دنیا میں آگ کی بھٹی ہے جس میں بھگت جن تپائے جاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو پھر کھرے کھوٹے کی تمیز کیسے ہوگی۔ اس کے سواء اور کوئی کسوٹی ان کے جانچ پڑتال کی نہیں ہے۔ اگر تم سچے گورو کے سچے سیوک ہو تو ان کی کہو اور اس برداشت اور تحمل کے سلسلے میں اپنا کام بناتے چلو۔

کبیر کسوٹی رام کی۔ کھوٹا ٹکے نہ کوئے
رام کسوٹی وہ ٹکے۔ جو مر۔ جیوا ہوئے

آریہ سماج نے میری مخالفت کی۔ اب اگر پنجاب میں دیکھو تو آریہ سماجیوں ہی کی کثیر تعداد میرے لٹریچر کو پڑھ پڑھ کر رادھاسوامی پنتھ میں شامل ہو رہی ہے۔ اگر میں مخالفت پر تلا رہتا تو یہہ دن دیکھنا کبھی نصیب نہ ہوتا۔ تم نیک بنو۔ اور دوسروں کو بُرا بنے دو۔ ایسا ہو کہ تمہاری نیکی کا بھاؤ ان پر خوشنما اثر پیدا کرے اور وہ تمہارے جیسے ہو جائیں۔ اجی! ہم تو گورو کے سیوک ہیں سیوک کو صرف سیوا کرنی چاہئے۔ سیوک کو لڑنے جھگڑنے سے کیا کام!

سیوک سیوا میں رہے۔ سیو کرے دن رات
کہیں کبیر کو سیو کا۔ سنمکھ نہ ٹھہرات

ساتواں بچن

دوستی

گورو نے فرمایا دوستی کیا چیز ہے۔ تم اسے کیا سمجھتے ہو؟ دوستی فارسی کا لفظ ہے۔ اس کے ٹکڑے کر دو۔ مطلب خود بخود تمہاری سمجھ میں آجائے گا۔ اس کا مطلب "دو" اور "ہستی" ہے یعنی تو دو وجود کے ہیں۔

کیا دو ہونا اچھا ہے؟ تم کہوگے دو ہونا اچھا نہیں ہے۔ ایک ہونا اچھا ہے۔ میں کہوں گا۔ تم مجھ سے بھی زیادہ نالائق ہو۔ ایک میں کیا دھرا ہے جب ایک شئے ہوتی ہے۔ تب ایک میں نہ بولنا ہے نہ سننا ہے۔ نہ کھانا ہے۔ نہ پینا ہے اور نہ سونگھنا ہے۔ کوئی کس سے بولے۔ کس سے سنے۔ کس کی دیکھے۔ تم ایک کو لئے پھرتے ہو۔ ذرا سوچو تو سہی۔ ایک پنے میں کیا دھرا ہے۔ جو مزہ ہے وہ دو میں ہے۔ جب دو ہوتے ہیں۔ تو ایک دوسرے سے ملتا ہے۔ ایک دوسرے سے گفتگو کرتا ہے۔ ایک دوسرے کی کہتا ہے۔ ایک دوسرے کی سنتا ہے۔ اس بات میں مزہ ہے۔ ایک میں کیا مزہ ہے۔

یہہ دوستی کی برکت ہے۔ کہ جس میں دو ہستیاں ایک دوسرے کے مدمقابل

آجاتی ہیں۔ چاند سورج ہیں۔ پُرش پرکرتی ہیں۔ مایا برہمہ ہیں عورت مرد ہیں۔ نُور سایہ ہیں۔ اصل اور نقل ہیں۔ اب دیکھو۔ مزہ اِس دوستی میں کیا ہے۔ سوچ لو۔ سمجھ لو۔ تب زبان کھولو۔ بغیر سوچے سمجھے کسی سوال کا جواب نہ دیا کرو۔ تم پوچھو گے کہ کیا آپ وحدت الوجود ایکو واد یا ادویت واد کے قایل نہیں ہو۔ میں جواب دونگا۔ میاں! ہوش کی دوا کرو۔ جب کوئی شخص توحید کا قائل ہوا۔ اور کہنے لگا کہ وہ توحید کا قائل ہے تو دوپنا آگیا یا نہیں۔ اگر دو نہ ہوتے تو توحید کی معقولیت کہاں سے آتی۔ جب کسی نے کہا "توحید" تو ایک ہوئی توحید اور دوسرا ہوا توحید لفظ بولنے والا۔ پھر کہاں گئی توحید۔ یہاں تو جو ہے۔ وہ دوہی دو ہے۔ ہم اس دوپنے پر فدا ہیں۔ مزہ ایک پنے میں نہیں ہے۔ دوپنے میں ہے۔ آنند گیان میں نہیں ہے۔ بلکہ اگیان میں ہے مزہ اگر وصال میں ہے تو اس سے بڑھکر انتظار میں ہے۔ کوئی وصال دوپنے سے خالی نہیں ہے وصل اور مواصلت کے ساتھ۔ واصل اور وصول دونوں موجود رہتے ہیں۔ وصال توحید کا نام نہیں ہے۔ پُرش توحید کا نام نہیں ہے۔ نروان بھی توحید نہیں ہے۔ یہہ صرف لفظ ہی لفظ ہیں۔ جو لوگ ان لفظوں کو اپنی زبان سے نکالتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھ بوجھ سے خالی ہوتے ہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں ایسے شخص کو دانا کہوں یا ناداں۔ بات سن لیتا ہوں۔ اور چُپکا ہو جاتا ہوں۔

جو شخص ہر وقت ایکو واد اور ایک واد کا نعرہ مارا کرتا ہے وہ مشرک اور دویت وادی ہے۔ وہ موحد تو ہے نہیں! توحید کی دلیل توحید کی تردید ہے۔ یاگیہ ولکیہ رشی فرماتے ہیں۔ اے میتری! ایک میں کبھی گفتگو نہیں ہو سکتی۔ یہہ بالکل غیر ممکن ہے

ایسا اپ نشد کہتے ہیں۔

اس لیئے اگر دو ہے تو کیا برا ہے ۔ دوستی تو ہے ۔ اسی دوستی کا نام پریم ہے اسی کا نام بھگتی ہے ۔ اسی کا نام عشق ہے اور اسی کا نام محبت ہے ۔

دوارکا سے اودھو آیا ۔ گوپیوں سے کہنے لگا ۔ کرشن بھگوان نے ہدایت کی ہے کہ تم یوگ کا سادھن کیا کرو ۔ گوپیاں نہیں بولیں ۔ تو بڑا مسخرا ہے ۔ کیوں! اس کا جواب گوپیوں نے یوں دیا ۔ مرنا منظور ہے ۔ جمنا میں ڈوب کر جان دینا منظور ہے لیکن کرشن کے درہ کا چھوڑنا کبھی منظور نہیں ہے ۔ یہہ وہ تڑپ ہے ۔ طلب ہے پریم ہے اور عشق ہے جس کی شادی نہیں ہوئی ہے ۔ وہ دوستی کے مزہ کو کیا جان سکتا ہے جس نے کبھی گورو کی محبت کا لطف نہیں اٹھایا ہے ۔ وہ بھگتی کے ذوق شوق اور مذاق کو کیا سمجھ سکتا ہے ۔

گرچہ لطف زندگانی ہے وصال
لذت اندوہ ہجران اور ہے

پہلے کچھ پیار اور محبت کا مزہ لو ۔ بھگتی کرنا سیکھو ۔ پیچھے جو کچھ ہوگا وہ ہوتا رہے گا ۔ پریم اور بھگتی اصلی چیز ہے ۔ دوستی اس قسم کی ہو کہ جیسے وصلی کے دو کاغذ آپس میں ملے جلے ہنے کی حالت میں تم خوشی کے ساتھ مست ہو کر صدا دو ۔

"من تو شدم تو من شدی ۔ من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری"

یہہ دوستی کی معراج ہے عرفان کی آخری منزل ہے اس دوستی کا لطف اٹھاتے ہوئے چلے چلنا ہے ۔ یہی چیز تم کو اصلیت حقیقت اور ذاتیت کا سبق دے گی ۔ ذاتیت نام ہے

ملاپ کا۔ ہماری نگاہ میں کرشن کے ساتھ گوپیوں کا پریم زیادہ باوقعت ہے بامقابلہ اودھو کے یوگ کے۔ اودھو مراقبے میں گیا۔ اور گوپیاں کرشن کے دھام کو چلی گئیں۔ ان دونوں کی زندگی کا یہہ انجام ہوا۔

آٹھواں بچن

روشن اور تاریک پہلو

دیکھو! ہر شئے کے روشن اور تاریک پہلو ہوتے ہیں۔ جن کو جو پہلو پسند آتا ہے وہ اس کو اختیار کر لیتے ہیں۔ جس نے گورو کا چرن پکڑا ہے اس کو روشن پہلو بلکہ اسی قسم کے واہمہ کو پختہ کرتے چلنا چاہئے۔

گن سب میں ہیں۔ گن سے خالی کوئی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ یہہ جگت خود گنوں سے بنا ہوا ہے۔ یہہ ترگن نمک ہے۔ جو شئے جس چیز سے بنی ہوئی ہوتی ہے۔ وہ اس میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔ کارن ہمیشہ اپنے کارج میں رہتا ہے۔ اب اگر تم مجھ سے پوچھو کہ یہ گن اصل ونسل میں کیا چیز ہے۔ تو میں کہونگا کہ اس گن کے سنسکرت میں مادی اور لغوی معنی رائے دینے کے ہیں۔ رائے یا صلاح ہمیشہ انسان کے دلی میلان کے بموجب ہوا کرتی ہے۔ جس نے جیسی نظر بنائی ہے۔ وہ ویسے ہی دیکھتا اور اسی کے موافق رائے دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ سنسکرت کے پیچھے اور حقیقی معنی

میں دانش مند عالموں نے ترگنا تمک مایا کو صرف واہمہ ہی بتایا ہے۔ واہمہ۔ وہم خیال اور بھاؤ کو کہتے ہیں۔ مایا کی تعریف یہہ ہے کہ جو اصل میں نہ ہو۔ مگر بھاسی رہے۔ یہی مایا گن کی کھانی دکان ہے۔ اور یہہ مایا کی تعریف سچ مچ صحیح ہے۔ لیکن اس موقعہ پر میں تم کو فلسفہ کے دقیق مسائل میں نہیں پھنسانا چاہتا۔ کیونکہ وہ طول طویل بیان ہو جائیگا زیادہ طول دینا عبث ہے۔ صرف اتنا ہی یاد رکھو۔ مایا اور گن واہمہ۔ جیسی نگاہ بنالوگے۔ ویسا ہی نظارہ نظر آنے لگیگا۔ چاند ہونے کو تو ایک ہے مگر احول کو دو دکھائی دیتا ہے۔ احولی بڑے واہمہ کی بیماری ہے۔ اور گورو اسی کے علاج کے طبیب ہیں۔ پہلے اس کو خوب ذہن نشین کرلو تب آگے بڑھو۔

ہم جس شخص میں گن دیکھتے ہیں۔ دوسرا شخص اوسی میں اوگن دیکھتا ہے۔ اور دکھاتا ہے۔ ہماری طرح وہ گن کیوں نہیں دیکھتا۔ کیونکہ اس نے اور طرح کے واہمہ کو جیت دے رکھا ہے۔ صرف یہہ فرق ہے۔ کسی فارسی شاعر کا کلام ہے۔

ہنر بہ چشم عداوت بزرگ تر عیب است
گل است سعدی ودر چشم دشمناں خار است

یعنی دشمنی کی نگاہ میں ہنر بھی بہت بڑا عیب معلوم ہوتا ہے۔ سعدی گلاب کا پھول ہے۔ مگر دشمنوں کی نظر میں وہ کانٹا ہے۔ دیکھا یہاں بھی شاعر صرف نگاہ کا قصور بتاتا ہے۔ اور حقیقت میں ایسا ہی ہے۔ عیب کو سنسکرت میں اوگن کہتے ہیں۔ او کے معنی مادی اور لغوی "چلے جانے کے ہیں" اور "علحدہ ہونے کے ہیں" یعنے صاف لفظوں میں۔ گن کی عدم موجودگی بالکل غلط ہے۔ کیونکہ جب جگت خود گن سے بنا ہے تو پھر جگت کی کوئی چیز گن سے خالی کیسے ہو سکیگی۔ ہاں! نظر کے قصور سے

وہ نظر نہ آئے تو دوسری بات ہے۔ اسی وجہ سے تو میں تم کو بار بار کہتا ہوا چلا آتا ہوں کہ روحانیت کی مشاقی میں پہلے نظر کو گن گراہی اور رہنر بین بناتے چلو۔ نفی۔ عدم موجودگی اور انکار کے واہمہ کو دل نہ دو۔ بلکہ اثبات۔ موجودگی۔ ہستی اور اقرار کو دل دو۔ نفی میں ترقی نہیں ہے۔ ترقی تو اثبات میں ہے۔ اس لئے پہلے دل سے نفی کا خیال نکال دو۔ پھر ہستی اور اثبات کے خیال کو دل دو نفی کو یوگ کی اصطلاح میں یم (خارج کرنا) کہتے ہیں۔ اور اثبات کو نیم (قبول کرنا) کہتے ہیں۔ تم لفظوں کے جھگڑوں میں مت پڑو۔ جوہر اور سار کو قبول کرو۔ تب بات سمجھ میں آنے چلیگی۔ جب ہم نے تم کو بتا دیا کہ گن گراہی ہونا بھی واہمہ ہے تو پھر گن کے عوض اوگن کو کیوں گرہن کرتے ہو۔ گائے کا بچھڑا خون کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دودھ کو لے لیتا ہے۔ اسی طرح چونکہ ہم تم دونوں مالکِ کل کے بال بچے ہیں اصلیت کی دودھ تو ان کی گائے رُوپی تعلیم سے لے لیا کریں۔ اور لفظوں کے سلسلہ میں جو کو ترک کا خون ہے۔ اس کو نظر انداز کر دیں۔ اسی طرح ہمارا سلوک حکمت کے پرانیوں کے ساتھ مت متانتروں کے ساتھ اور شرتی سمرتی کے ساتھ ہو۔ تب تم سچے معنی میں کسی پنتھ میں داخل اور شامل سمجھے جاؤ گے۔ ورنہ کیا تم نہیں دیکھتے ہر جگہ انکاری جو پنتھ میں شامل ہو کر تو کو نہ جان کر آیا پنتھی کا اظہار کر رہے ہیں۔ تم ان کے باہمی جھگڑوں کو نہ سنو۔ ان کا بھی ایک گن گرہن کر لو۔ یعنے وہ چونکہ اپنے رہبر کے بتائے ہوئے اور بخشے ہوئے نام کو سمر رہے ہیں۔ وہ بھی چاہے کوئی کیوں نہ ہو۔ اسی ایک معنی میں ہمارے پیار کے مستحق ہیں۔ وقت آئے گا۔ جب ان کی نگاہ اثبات پسند اور گن گراہی ہو جائے گی۔ ابھی تو یہ اوگن

اور نفی کے گڑھے میں گرے ہوئے ہیں ۔

مینیجر دیال کی دو دو باتیں ضروری

یہہ کتاب داتا دیال کے سارچنی رسالہ دیال کے پچیسویں سال کا آخری نمبر ہے ۔ رسالہ دیال اس طرح سے پچیس ۲۵ سال سے آپ لوگوں کی خدمت برابر انجام دیتا ہوا چلا آرہا ہے یہ رسالہ حضرت شیوبرت لال جی مہاراج ورمن ایم اے کے زرنگین خیالات کا آئینہ ہے اور پنڈت فقیر چند جی مہاراج کے کئی مضامین آتے ہیں رسالہ دیال کیا ہے اور کیا ہے ؟ اس کے بارے میں آپ لوگوں کا ذاتی انبھو خود شاکشی ہے ۔ اردو زبان میں اس قسم کا کوئی روحانی رسالہ نہیں نکلتا ہے ۔ دیال سب سے زیادہ سوچنے اور سمجھنے کا سامان فراہم کر دیتا ہے ۔ اس کا سالانہ چندہ صرف چھ روپیہ جو آجکل کے اخراجات کے مقابلے میں کچھ زیادہ نہیں ہے ۔ اگر آپ لوگوں سے ہو سکے تو اس کی خریداری بڑھائیے تاکہ ہم کو سیوا کرنے کا موقع حاصل رہے ۔ خریداران دیال کو علم رہے کہ رسالہ دیال کا سال ماہ مارچ سنہ ۱۹۶۶ء سے شروع ہوتا ہے اور ماہ فروری سنہ ۱۹۶۷ء میں ختم ہوتا ہے دیال کا رسالہ وی پی سے کبھی نہیں بھیجا جاتا ہے ۔ اس لئے خریداران دیال سے التماس ہے کہ براہ کرم اپنا اپنا سالانہ چندہ بذریعہ منی آڈر پتہ ذیل پر جلدی روانہ کر دیں تاکہ دیال کے لکھائی چھپائی کے کام میں مدد مل سکے ۔ دیال گھر بیٹھے ست سنگ کا لطف بخشتا ہے

چھ ۶-۵۰

دیال کا سالانہ چندہ صرف [illegible] روپیہ ہے نمونہ کا پرچہ ۱۲ / کے ٹکٹ آنے پر ہی بھیجا جائے گا ۔ دیال کا نمونہ مفت نہیں دیا جاتا ہے ۔

ٹھاکر ستنگ سنگھ

منیجر دیال رسالہ (نمکندہ) ورنگل اے ، پی

اسٹیٹ منٹ رسالہ دیال شنکنڈہ (ورنگل) اے پی کی ملکیت اور دیگر تفصیلات

جس کی اشاعت رجسٹریشن آف نیوز پیپرس انڈیا (سنٹرل) رولز کے دفعہ (۸) کے تحت درکار ہے

فارم نمبر ۴

مقام اشاعت :۔ شنکنڈہ (ورنگل) اے' پی

وقفہ اشاعت :۔ ماہانہ

نام پرنٹر :۔ بھائی نند وسنگھ

قومیت :۔ ہندستانی

پتہ :۔ رادھا سوامی ست سنگ نظام آباد (اے پی) جمرات بازار

نام پبلشر ۔ بھائی نند وسنگھ

قومیت :۔ ہندستانی

پتہ :۔ رادھا سوامی ست سنگ نظام آباد (اے پی) جمرات بازار

نام ایڈیٹر بھائی نند وسنگھ۔

قومیت :۔ ہندستانی

پتہ :۔ رادھا سوامی ست سنگ نظام آباد (اے پی) جمرات بازار

مالک رسالہ ۔ رادھا سوامی جنرل ست سنگ شنکنڈہ (ورنگل) اے پی

میں بھائی نند وسنگھ اعلان کرتا ہوں کہ متذکرہ بالا تفصیلات میرے معلومات علم اور یقین کے مطابق درست ہیں ۔

بھائی نند وسنگھ

ایڈیٹر ۔ پرنٹر ۔ پبلشر رسالہ دیال